دارالعلوم دیوبند کے سابق شیخ الحدیث

استاذ الاساتذہ حضرت مولانا نصیر احمد خانؒ

۴؍فروری ۲۰۱۰ء بروز جمعرات کو کاتب الحروف حسب معمول جیسے ہی نیند سے بیدار ہوا اور نماز وغیرہ کی تیاری میں لگا ہی تھا کہ اچانک موبائل کی گھنٹی بجی ریسیو کیا تو دوسری طرف سے برادرم مولانا محمد طیب قاسمی شریک افتاء دارالعلوم دیوبند (حال استاذِ حدیث بدرالعلوم گڈھی دولت) نے انتہائی مغموم لہجہ میں خبر دی کہ استاذ محترم حضرت مولانا نصیر احمد خان سابق شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند طویل علالت کے بعد رحلت فرما گئے، بے ساختہ زبان پر استرجاع کے کلمات جاری ہو گئے اور ان کی فرشتہ صفت شخصیت کی جو یادیں اور باتیں ذہن کے نہا خانوں میں رچ بس گئیں تھی مزید گہری ہو گئیں، اس لئے بھی کہ دارالعلوم دیوبند کے دس سالہ قیام میں راقم جن عبقری شخصیات سے غیر معمولی طور پر متاثر ہوا اور جن کے علم و عمل کے روشن چراغوں سے ذہن و افکار کی تاریکی کے پرہول سناٹے کافور ہوئے ان میں استاذ اکبر حضرت مولانا نصیر احمد خان بھی تھے، گو ان کی پیرانہ سالی اور علالت کے سبب ان سے بخاری شریف کے اسباق محض چند ماہ تک ہی پڑھنے کی سعادت حصہ میں آئی لیکن اس درمیان جو کچھ ان سے پڑھا اور سنا وہ ان کی یادوں کی محفل سجانے کیلئے کافی ہے۔

اللہ رب العزت نے انہیں بے شمار خصائل حمیدہ سے آراستہ کیا تھا، ان کے چہرے پر معصومیت کا غازہ ہوا کرتا تھا، شیریں گفتار، خوش فکر، خوش اخلاق اور دلنواز، نشست و برخواست باوقار، لب ولہجہ میں سنجیدگی و ٹھہراؤ، طلبہ و متعلقین کے ساتھ محبت و شفقت، ان کے ساتھ ہمدردانہ جذبات اور خود نہایت پاکیزہ و پاکباز، دنیوی ہنگاموں اور احتجاجات سے دور، صرف لکھنا پڑھنا ہی ان کا محبوب مشغلہ تھا، اپنا پورا وقت تدریس

ومطالعہ ذکر وفکر اور عبادت ہی میں گزارتے تھے، دارالعلوم دیوبند کے قضیۂ نامرضیہ کے موقع پر بھی وہ الگ تھلگ رہے اور اپنے مفوضہ تدریسی فرائض بحسن وخوبی انجام دیتے رہے۔

آپ کی پیدائش ۲۱ ربیع الاول ۱۳۳۷ھ مطابق ۲۳ دسمبر ۱۹۱۸ء کو ضلع بلند شہر یوپی کے بسی گاؤں میں ہوئی، تعلیم کے تمام مراحل مدرسہ منبع العلوم گلاوٹھی میں طے کئے، مزید استفادہ کیلئے ازہر ہند دارالعلوم دیوبند تشریف لائے اور ۱۳۶۲ھ میں دوبارہ دورۂ حدیث شریف پڑھا، آپ کے اساتذہ میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی مولانا بشیر احمد خاں اور حضرت مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک جیسے مشاہیر سرفہرست ہیں، دارلعلوم دیوبند میں آپنے تقریباً ۶۵ سال درس دیا جن میں ۳۲ سال صرف بخاری شریف کی تدریس کے ہیں، دریں اثناء دارالعلوم میں آپنے متعدد مناصب کو زینت بخشی دارالعلوم کے صدرالمدرسین وکارگزار مہتمم ہونے کے علاوہ ایک عرصے تک دارالاقامہ کے نگراں بھی رہے، طلبہ میں آپ بے حد مقبول تھے، آپ کا انداز درس بہت خوبصورت تھا، یہی وجہ تھی کہ تمام طلباء پابندی کے ساتھ آپ کے متعلقہ گھنٹہ میں شروع سے اخیر تک شریک رہ کر اپنا اپنا دامن مراد بھرتے، حضرت مولانا عبارت پڑھوانے کے بعد روایت پر کلام کرتے اور نہایت جامع انداز میں اسپر روشنی ڈالتے، تراجم الابواب پر ان کی مربوط تشریحی گفتگو دلشاد کردیتی تھی، علوم عقلیہ ونقلیہ پر انہیں یکساں قدرت تھی، علم ہیئت کی پرخار وادیوں کے تو وہ سیاح اکبر تھے اپنے بعض دیگر بزرگوں سے سنا کہ علم ہیئت پر حضرت شیخ اول کی نظر گہری ہے اور اس راہ کے وہ تن تنہا مسافر ہیں۔

حضرت مولانا کی کن کن خوبیوں اور خصوصیتوں کا تذکرہ کیا جائے، وہ علم وادب کے روشن چراغ تھے اس دور قحط الرجال میں ان کا سایہ بسا غنیمت تھا انہوں نے دارالعلوم کے خیر القرون کے محدثین واساتذہ کرام کا جلوۂ جہاں آرا دیکھا تھا جن کی گوناگوں صفات وامتیازات کے وہ حسین سنگم تھے اور ان کی روشن روایتوں کا انہوں نے نہ صرف تحفظ کیا بلکہ

دیانت وامانت کے ساتھ انہیں آگے بڑھایا اور نسل نو میں انہیں منتقل کرنے کی سعی مشکور کی، ان کی محبتیں اور شفقتیں ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی، افسوس کہ دنیا بہت تیزی کے ساتھ ایسے لوگوں سے خالی ہو رہی ہے، جن چراغوں کی لو قیامت تھی وہ اب گل ہوتے جا رہے ہیں تاریکی اپنے پاؤں پسار رہی ہے، حضرت مولانا نصیر احمد خان کا سانحہ ارتحال علمی برادری کا ناقابل تلافی نقصان ہے جس کی بھرپائی بظاہر دشوار نظر آ رہی ہے، آج کے اس ناگفتہ بہ دور میں ان جیسے مصلحین و مربیین اور باتوفیق مدرسین کی پہلے سے کہیں زیادہ ضرورت ہے۔

وما کان قیس هلکه هلک واحد ولکنه بنیان قوم تهدما

کاتب الحروف نے ان کے طلباء کے ساتھ ہمدردانہ سلوک کا بارہا مشاہدہ وتجربہ کیا، طلباء کے مسائل کے حل میں وہ خصوصی دلچسپی لیا کرتے تھے اور سب کے کام آیا کرتے تھے، ایام طالب علمی میں اگر طلباء ماہنامہ دارالعلوم یا کسی اور رسالے میں مضمون لکھتے تو مولانا بہت خوش ہوتے تھے بلکہ بعض دفعہ بلا کر ہمت افزائی بھی کیا کرتے اور مزید کچھ کرنے کی ترغیب وتلقین فرماتے، سال گذشتہ سے پیوستہ سال جب راقم دورۂ حدیث شریف کا متعلم تھا تو حسب سابق سال کے اختتام پر رفقاء دورۂ حدیث نے ''نصیر کارواں'' کے نام سے ایک ڈائری نکالنے کا پختہ ارادہ کیا چنانچہ ایک کمیٹی تشکیل دی گئی، برادرم مولانا عبدالرحمن اجمل قاسمی ابن حضرت مولانا بدرالدین اجمل (رکن شوریٰ دارالعلوم دیوبند وممبر پارلیمنٹ) اور دوسرے بعض ارکان نے ڈائری کے مشمولات ومضامین کی ذمے داری احقر کے سپرد کی، باتفاق رائے طے ہوا کہ امسال حضرات اساتذہ کرام کے پیغامات بھی شامل اشاعت کئے جائیں چنانچہ، حضرت شیخ اول سے بھی پیغام لکھنے کی درخواست کی فرمانے لگے مولوی صاحب! تم ہی لکھ لو ضرورت پڑی اصلاح کردوں گا احقر نے اس موقع پر جو لکھا تھا وہ درج ذیل ہے۔

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم، اما بعد!

عزیزان گرامی قدر! آپ حضرات خوش قسمت اور قابل مبارکباد ہیں کہ آپ نے

علم وعمل کی مثالی درسگاہ دارالعلوم دیوبند میں تعلیم کے ایک مرحلہ کی تکمیل کی ہے اوراب ایک نئے مرحلہ میں آپ داخل ہورہے ہیں اللہ رب العزت قدم بقدم آپ کی حمایت ونصرت فرمائے اور جملہ شرور وفتن سے محفوظ رکھے، آمین۔

عزیزان گرامی! میری نصیحت اس وقت یہی ہے کہ آپ کی زندگی کا مقصد علم دین کی تبلیغ واشاعت اوراس کا تحفظ ہونا چاہئے، دین وشریعت کی مکمل پیروی آپ کا نصب العین ہواور یاد رکھئے اس وقت اسلام عالمی توجہ کا مرکز بنا ہوا ہے، مخالفین اس کی پاکیزہ تعلیمات اورنام لیواؤں کو ہدف تنقید بنارہے ہیں، ایسے ناگفتہ بہ احوال میں آپ کی ذمے داریاں مضاعف ہوجاتی ہیں کہ اسلام کوانسانیت کی ناگزیر ضرورت اورنجات دہندہ مذہب ثابت کردکھائیں، اللہ ہم سبھوں کے ساتھ خیر کثیر کا معاملہ فرمائیں آمین، بندہ بھی آپ کی نیک تمناؤں اوردعاء کا طالب ہے، والسلام۔

(حضرت مولانا) نصیر احمد (شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند)

حضرت مولانا نے جونہی یہ پیغام ملاحظہ فرمایا تو بہت خوشی کا اظہار کیا اس پر دستخط کیے اوردیر تک دعائیں دیتے رہے، آج جب کہ وہ اس دنیا میں نہیں رہے ان کی وہ عنایات آنکھوں کواشک بار کررہی ہیں، مضمون کے شروع میں بھی ذکر کیا کہ ان کے سانحۂ رحلت کی اطلاع اسی روز علی الصباح مل گئی تھی فوراً جامعہ اشرف العلوم رشیدی کے میر کارواں حضرت مولانا مفتی خالد سیف اللہ صاحب مدظلہم کو باخبر کیا گیا، حضرت نے مسجد زکریا میں ان کیلئے ختم کراکے ایصال ثواب کرایا، ضروری اسباق پڑھا کر حضرت ناظم صاحب اور بعض اساتذہ جنازہ میں شرکت کیلئے دیوبند روانہ ہوگئے، بعد نماز ظہر ان کی نماز جنازہ حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان صاحب منصورپوری نے ہزاروں سوگواروں کی موجودگی میں پڑھائی، بعدازاں مزار قاسمی میں وہ آسودہ خاک ہوئے ع

آسماں ان کی لحد پہ شبنم افشانی کرے